۲۷ جُمادی الاخریٰ ۱۴۴۷ھ / 19 دسمبر 2025ء



صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منزلت
اور
اہلِ خانہ کی تربیت

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰىہُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚ

اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۔[الاحقاف15:46]

جس طرح انسان پر لازم ہے کہ وہ خود دینِ متین پر عمل کرے... یوں ہی اُس کی ذمّے داری ہے کہ اپنے اہلِ خانہ کی دینی تربیت کرے۔ بندہ خود شریعت کے احکام کو پسِ پُشت ڈالے تو روزِ قیامت جواب دینا ہو گا.. اِسی طرح اُس کے گھر والے دینی تقاضوں کو چھوڑ دیں اور وہ قدرت کے باوجود نہ روکے تو بھی روزِ حساب جواب طلبی ہو گی۔

خلیفۂ بلا فصل، یارِ غار و مزار سیدنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے بے شمار اِعزازات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ خود بھی اِطاعتِ اِلٰہی کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے اور آپ نے اہلِ خانہ کی بھی ایسی حسین تربیت فرمائی تھی کہ سارا خاندان ہی فرماں بردار و وَفا شعار تھا۔

اکابر نے لکھا کہ تاریخِ انسانیت میں سوائے تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو یہ اِعزاز حاصل نہیں کہ چار پشتیں صحابیت کے درجے پر فائز ہوں۔ یہ آپ کی انفرادی شان ہے کہ:

- آپ خود بھی صحابی، بلکہ امام الصحابہ ہیں۔
- والدِ ماجد سیدنا ابو قُحافہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شرفِ صحابیت سے سرفراز ہیں۔
- صاحب زادے اور شہزادیاں بھی صحابہ و صحابیات ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
- پوتے: سیدنا محمد بن عبد الرحمٰن اور نواسے: سیدنا عبد اللہ بن زُبیر بھی صفِ صحابہ میں شامل ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
- اور آپ کی والدہ ماجدہ سیدتنا اُمّ الخیر سَلمٰی بھی درجۂ صحابیت پر فائز ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

آپ کے تمام اہلِ خانہ کو نہ صِرف صحابیت کا شرف حاصل ہے، بلکہ سبھی سرورِ عالَم ﷺ اور دینِ اسلام کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ یقیناً اِس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسین تربیت کا بڑا دخل تھا۔

عشق و ادب کے مُربّیِ اوّل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مثالی اندازِ تربیت کا تذکرہ کرتے ہوئے اگر ہم اپنے معاشرے، بلکہ فقط اپنے گھروں کی صورتِ حال پر ہی نظر ڈالیں تو شرم سے سر جھک جائے گا۔ ہم نہ تو خود دینی تربیت حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی یہ سوغات اپنی نسل تک منتقل کر رہے ہیں۔ اِس رویّے کے کچھ بھیانک نتائج ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، پھر بھی اگر ہم نے یہ رَوِش نہ بدلی تو مستقبل میں اِس کے اثرات اور بھی زیادہ خوف ناک ہوں گے۔

تربیتِ اہلِ خانہ کا شعور بیدار کرنے کے لیے آج "صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی منزلت اور اہلِ خانہ کی تربیت" کے عنوان پر کلام ہو گا۔

تعلیمی مہارت کو منتقل فرمانا

سیدنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کی آمد سے پہلے اُس دَور کے مطابق علوم وفنون کے ماہِر تھے۔ تاریخ، علم الانساب، خوابوں کی تعبیر کا علم، فنِ شاعری.. تمام میں آپ مسلّمہ شخصیت تھے۔ پھر دَورِ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی علوم سے متعلق بھی نرالی شان عطا فرمائی اور آپ اُمّتِ مصطفویہ کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ لائقِ تقلید و قابلِ تحسین بات ہے کہ آپ نے اپنے صاحب زادوں اور صاحب زادیوں کو بھی اسلام سے قبل عصری علوم سے اور اسلام کے بعد دینی علوم سے وافِر حصہ عطا فرمایا۔

شہزادی کی تعبیر میں مہارت: حضرت سعید بن مُسَیَّب علیہ الرحمہ خوابوں کی تعبیر نکالنے میں بہت ماہِر تھے، وَكَانَ قَدْ أَخَذَ ذٰلِكَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَأَخَذَتْهُ أَسْمَاءُ عَنْ أَبِيهَا أَبِي بَكْرٍ۔ اِس مہارت کا راز یہ تھا کہ اُنھوں نے فنِ تعبیر سیدنا صدیقِ اکبر کی بڑی شہزادی سیدتنا اَسماء سے سیکھا تھا اور سیدتنا اسماء نے اِسے اپنے والدِ ماجد سے حاصل کیا تھا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(الطبقات الکبریٰ، ج:5، ص:93۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج:69، ص:20)

شہزادی کی فنون میں لیاقت: اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ کے بھانجے حضرت عُروہ بن زُبَیر رضی اللہ عنہم نے اُنھیں کہا:

⇐ يَا أُمَّتَاهْ! لَا أَعْجَبُ مِنْ فَهْمِكِ، أَقُولُ: زَوْجَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِنْتُ أَبِي بَكْرٍ۔ یعنی امّی جی! آپ کی فہم وفراست انتہائی حیران کُن ہے، مگر مجھے اُس پر تعجب نہیں ہوتا؛ کیونکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ کو رسولِ کریم ﷺ کے حرمِ اقدس میں رہنے کا موقع ملا ہے اور آپ پیکرِ فہم سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہزادی ہیں (پھر یہ فہم وفراست تو عطا ہونی ہی تھی)۔

⇐ وَلَا أَعْجَبُ مِنْ عِلْمِكِ بِالشِّعْرِ وَأَيَّامِ النَّاسِ أَقُولُ: ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَعْلَمَ النَّاسِ أَوْ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ۔ یعنی بلامبالغہ علمِ شعر اور فنِ تاریخ میں بھی آپ کو زبردست ملکہ حاصل ہے... مگر مجھے اِس لیے حیرت نہیں ہوتی کہ مَیں جانتا ہوں آپ کی رَگوں میں اِن فنون کے ماہِر ترین شخص سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا خون دوڑتا ہے (پھر مُربّی باپ کے خون کا اثر تو ہونا ہی تھا)۔

⇐ وَلٰكِنْ أَعْجَبُ مِنْ عِلْمِكِ بِالطِّبِّ كَيْفَ هُوَ؟ وَمِنْ أَيْنَ هُوَ؟ لیکن مَیں علمِ طب (Medical Science) میں آپ کی دسترس پر واقعی حیران ہوتا ہوں، یہ آپ نے کیسے حاصل کیا؟ اور کہاں سے سیکھا؟

⇐ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے از راہِ شفقت اُن کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا: عُروہ! سرورِ عالَم ﷺ ظاہری حیاتِ طیّبہ کے آخری عرصے میں کچھ علیل رہتے تھے، فَكَانَتْ تَقْدَمُ عَلَيْهِ وُفُودُ الْعَرَبِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، فَتَنْعَتُ لَهُ الْأَنْعَاتَ، وَكُنْتُ أُعَالِجُهَا لَهُ؛ فَمِنْ ثَمَّ۔ مختلف علاقوں سے عرب کے وُفود (Delegations) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نسخے عرض کرتے۔ وہ دوائیں مَیں ہی تیار کرتی تھی، اِس طرح مجھے طب کا علم حاصل ہو گیا۔

(مسند احمد، حدیث:24380۔ حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، ج:2، ص:50، مطبعۃ السعادۃ، قال الأرنؤوط: خبر صحیح)

خدمتِ رسولِ کریم ﷺ کی تربیت

سیدنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر بھر امام الانبیا ﷺ اور آپ کے دینِ متین کی بے مثال خدمت کی۔ خدمت وغلامی کا شرف تو اور بھی بہت سے حضرات کو نصیب ہوا، مگر آپ کا انوکھا اِعزاز یہ ہے کہ ربِّ ذوالجلال نے بھی قرآنِ مجید میں آپ کی خدمات مقبول ہونے کا اعلان فرمایا اور رحمتِ عالَم ﷺ نے بھی مختلف مواقع پر آپ کی عزّت افزائی فرمائی۔

پیکرِ وفا، تاج دارِ صدق و صَفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقط خود ہی ہمہ وقت خدمتِ بارگاہ میں مصروف نہیں رہے، بلکہ آپ نے اپنے تمام اہلِ خانہ کی بھی یہی تربیت کی اور ساری اُمّت کو بھی یہی سبق پڑھایا۔

سفرِ خدمت: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لائقِ فخر اِعزازات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر ہجرت میں آپ کو معیت ورَفاقت اور خدمت کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ اِس مبارک سفر کو اگر سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ''سفرِ خدمت'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

مَعیّت پر مَسَرّت: آقا کریم ﷺ کو ہجرت کی اِجازت ملی تو آپ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں قدم رَنجہ فرما ہوئے اور اُنھیں بتایا۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سُنتے ہی عرض کی: اَلصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' (صحیح بخاری، حدیث:3906)

یہ سُن کر تاج دارِ صداقت رضی اللہ عنہ اتنے مَسرور ہوئے کہ آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے۔ اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں:

فَوَاللهِ مَا شَعَرْتُ قَطُّ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَنَّ أَحَدًا يَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ، حَتّٰى رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ يَبْكِي يَوْمَئِذٍ۔ یعنی قسم بخدا! مَیں نے اُس دن اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی کو اِس طرح خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے دیکھا تھا۔ (سیرتِ ابن ہشام، ج:1، ص:485)

رفیقِ سفرِ ہجرت کی یہ انتہائی خوشی بے جا نہیں تھی؛ کیونکہ دورانِ سفر اُنھیں جو برکات نصیب ہوئیں وہ اُنھیں کا خاصہ ہیں۔ ہم اُن حسین لمحات کا اندازہ کیسے کر سکتے ہیں جب پیکرِ انوار، مالک ومختار ﷺ جلوہ فرما ہوتے تھے اور فیضانِ نبوی کے بے پناہ انوار وتجلیات سمیٹنے کے لیے سامنے فقط یارِ غار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوتے تھے۔

سواری کی تیاری: سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو جوں ہی ہجرت اور اُس میں رَفاقت کی خوش خبری ملی تو آپ نے ہر پہلو سے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ آپ کے پاس دو اُونٹنیاں تھیں، آپ نے چار ماہ تک اُنھیں (جانوروں کی بہترین غذا) کیکر کے پتے کھلائے؛ تاکہ سفر میں ایک پر سرکارِ دوعالَم ﷺ رونق افروز ہوں اور دوسری پر آپ سوار ہو کر خدمت انجام دے سکیں۔ (صحیح بخاری:3905)

زادِ راہ کی فراہمی: سیدنا صدیقِ اکبر کی بڑی شہزادی سیدتنا اَسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سفر کے لیے کھانے پینے کی اشیا

تیار کیں، پھر ایک مسئلہ درپیش آیا کہ زادِ راہ کو باندھنے کے لیے گھر میں کوئی چیز دستیاب نہیں تھی۔ اُنھوں نے والدِ ماجد سے پوچھا کہ اب کیا کروں؟ پیکرِ وفا رضی اللہ عنہ نے خدمتِ رسالت مآب ﷺ کی حسین تربیت کرتے ہوئے فرمایا: فَشُقِّيهِ بِاثْنَيْنِ فَارْبِطِيهِ: بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَبِالْآخَرِ السُّفْرَةَ۔ یعنی اپنے کمر بند کے دو حصّے کرو! ایک سے پانی کا برتن اور دوسرے سے کھانا باندھ دو! چنانچہ شہزادی محترمہ نے ایسا ہی کیا؛ اِسی لیے اُن کا لقب ہے: ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ۔ یعنی دو کمر بند والی۔[1] (صحیح بخاری، حدیث:3907)

تمام گھرانہ مصروفِ خدمت: اگر گھر کا سربراہ کسی کام کے لیے اِتنا یکسو ہو کہ ہر وقت اُسی کی دُھن میں مگن رہے تو یقیناً گھر والوں پر اُس کا گہرا اثر ہوتا ہے! گزشتہ چند باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے سوچیے کہ جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمہ وقت خدمتِ رسول ﷺ کے لیے وقف تھے تو اِس کے نتیجے میں اہلِ خانہ کے کیا جذبات ہوں گے! یہی وجہ تھی کہ ہجرتِ مدینہ منوّرہ کے وقت نازک ترین حالات کے باوجود جنابِ صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا گھرانہ ہی خدمتِ رسولِ کریم ﷺ کی سعادتیں سمیٹ رہا تھا۔

⟸ آپ کے سب سے بڑے شہزادے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیرک تھے، وہ دن بھر مکہ مکرّمہ کے حالات کا جائزہ لیتے اور رات کو غارِ ثور میں حاضر ہو کر صورتِ حال سے آگاہ کرتے۔ پھر رات وہیں گزار کر صبح صبح دوبارہ شہر میں آجاتے۔ (بخاری:3906)

⟸ آپ کے آزاد کردہ غلام سیدنا عامر بن فُہیرہ رضی اللہ عنہ جبلِ ثور کے قریب دن بھر صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکریاں چراتے اور رات کو اُن کا دودھ لے کر غارِ ثور میں حاضر ہو جاتے۔ دونوں ہستیاں دودھ نوش فرما کر اطمینان سے رات گزارتیں۔ صبح کو وہ چرانے کے لیے بکریوں کو ہانک کر واپس لے جاتے۔ (صحیح بخاری، حدیث:3906)

⟸ دوسری طرف ابو جہل پارٹی نے آپ کے گھر جا کر شہزادیوں سے معلومات لینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، حتّٰی کہ آپ کی صاحب زادی سیدتنا اَسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تشدُّد بھی کیا، مگر صدیقی خون اور تربیت کا اثر تھا کہ اُنھوں نے صبر واستقامت اور رازداری کی ایسی مثال قائم کی جو رہتی دُنیا تک یاد رکھی جائے گی۔[2]

لمحۂ فکریہ: اِن سبق آموز اُمور کے پیشِ نظر ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کہ کیا ہم بھی اِس جذبے سے سرشار ہیں اور نسلِ نَو میں اِسے منتقل کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو یہ سعادت پانے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ دینِ متین کی خدمت، ساداتِ کرام کے کام آنا اور اُمتِ مصطفویہ کی خیر خواہی وغیرہ... یہ ہمارے لیے خدمتِ رسول ﷺ کی ممکنہ صورتیں ہیں۔

---

[1] نِطاق اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو چُستی کے لیے لباس کے اُوپر کمر پر باندھا جاتا ہے۔ اَلنِّطَاقُ: أَنْ تَلْبَسَ الْمَرْأَةُ ثَوْبَهَا ثُمَّ تَشُدَّ وَسَطَهَا بِشَيْءٍ وَتَرْفَعَ وَسَطَ ثَوْبِهَا وَتُرْسِلَهُ عَلَى الْأَسْفَلِ۔ تَفْعَلُ ذٰلِكَ عِنْدَ مُعَانَاةِ الْأَشْغَالِ؛ لِئَلَّا تَعْثُرَ فِي ذَيْلِهَا۔ (شرح صحیح المسلم للنووی، تحت:2545)

[2] عَنْ أَسْمَاءَ، أَتَانَا نَفَرٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِيهِمْ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ... فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ، فَقَالُوا: أَيْنَ أَبُوكِ يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: لَا أَدْرِي وَاللهِ أَيْنَ أَبِي؟ قَالَتْ: فَرَفَعَ أَبُو جَهْلٍ يَدَهُ، وَكَانَ فَاحِشًا خَبِيثًا، فَلَطَمَ خَدِّي لَطْمَةً طُرِحَ مِنْهَا قُرْطِي۔ (سیرۃ ابن ھشام: 487/1)

صبر واستقامت کی تربیت

مشکلات کے باوجود قرآن وسنت کے احکام پر ڈٹ کر عمل کرنا، مفادات کی پرواہ کیے بغیر ہر قیمت پر نافرمانی سے بچنا اور مصائب وآلام میں اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہنا... یہ سب صبر کی مختلف صورتیں ہیں اور اللہ کریم صبر کرنے والوں سے مَحبَّت فرماتا ہے۔

یارِ غار ومَزار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود بھی صبر واستقامت کا پیکر تھے اور آپ نے اہلِ خانہ کی بھی خوب تربیت فرمائی تھی۔

خیرِ کثیر: سیدتنا اَسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ہجرت کے وقت والدِ گرامی گھر میں موجود تمام نقدی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کرنے کے لیے ساتھ لے گئے، جس کی مقدار 5000 یا 6000 درہم تھی (چاندی کی موجودہ قیمت کے مطابق تقریباً ایک کروڑ روپے)۔ دادا ابو قُحافہ کو پتا چلا تو وہ ہمارے پاس آئے، اُن کی بینائی ختم ہو چکی تھی (اور تاحال اسلام قبول نہیں کیا تھا)۔ کہنے لگے: وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأُرَاهُ قَدْ فَجَعَكُمْ بِمَالِهِ مَعَ نَفْسِهِ۔ یعنی قسم بخدا! مجھے لگتا ہے کہ ابو بکر اپنی جان کو مصیبت میں ڈالنے کے ساتھ ساتھ سارا مال بھی اپنے ہمراہ لے گیا ہے اور تمھیں بے یار ومددگار چھوڑ گیا ہے۔ مَیں نے کہا: كَلَّا يَا أَبَهْ! إِنَّهُ قَدْ تَرَكَ لَنَا خَيْرًا كَثِيْرًا۔۔ ہرگز نہیں، دادا! وہ تو ہمارے لیے خیرِ کثیر (بہت سی بھلائی) چھوڑ کر گئے ہیں۔

کیسی حسین تربیت تھی! شہزادی نے نہ تو بے صبری کا مظاہرہ کیا، نہ ہی جھوٹ بولا... بلکہ ایک خوب صورت لفظ سے دادا کو بھی مطمئن کر دیا اور بھرم بھی رکھ لیا: ”وہ ہمارے لیے کثیر بھلائی چھوڑ کر گئے ہیں“۔ تربیت اور ایمانی جذبے سے بڑی بھلائی کیا ہو سکتی ہے!

پھر سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک حیلہ کر کے دادا کی مزید تسلّی بھی کروادی۔ آپ فرماتی ہیں: وَلَا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ لَنَا شَيْئًا، وَلٰكِنِّيْ قَدْ أَرَدْتُّ أَنْ أُسَكِّنَ الشَّيْخَ بِذٰلِكَ۔ یعنی قسم بخدا! ابا جی گھر میں ایک پیسہ بھی نہیں چھوڑ کر گئے تھے، یہ حیلہ مَیں نے اِس لیے کیا کہ (بے صبری بھی نہ ہو اور) دادا (بھی) مطمئن ہو جائیں۔ (مسند احمد، حدیث: 26957، إسنادہٗ حسن)

گھر میں صبر: سیدتنا اسماء رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا زُبَیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی تھی، جو عشرہ مبشّرہ میں سے ہیں۔ ایک مرتبہ سیدتنا اسماء نے والدِ گرامی سے حضرت زبیر کی شکایت کی۔ آپ نے جو اَبًا جو تربیت فرمائی اُس میں ہمارے لیے بھی تعلیم ہے۔ ممکن ہے کہ سیدنا صدیقِ اکبر نے تنہائی میں سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی سمجھایا ہو، مگر صاحب زادی کو طَیْش دلانے کے بجائے فرمایا: يَا بُنَيَّةُ اصْبِرِيْ! بیٹی! صبر کرو! پھر فرمایا: فَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ صَالِحٌ ثُمَّ مَاتَ عَنْهَا فَلَمْ تَتَزَوَّجْ بَعْدَهٗ، جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا فِي الْجَنَّةِ۔ یعنی نیک شوہر وفات پا جائے اور بیوہ دوسری شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُنھیں جنت میں جمع فرما دے گا (اپنے شوہر کی فرماں بردار رہو؛ تاکہ تمھیں جنّت میں بھی اُن کی بیوی ہونے کا شرف نصیب ہو)۔ (الطبقات الکبریٰ، ج:8، ص:197۔ تاریخ دمشق 69/16)

ارشادِ صدیقی میں شہزادی کی بھی تربیت تھی اور تمام والدین کے لیے بھی سبق ہے کہ بچیوں کے معاملات کو کیسے سُلجھانا چاہیے!

تعظیمِ رسول ﷺ کی تربیت

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ عشق وادب کے پہلے مُربّی ہیں۔ سرورِ عالَم ﷺ کے ساتھ سچا عشق، بے مثال اطاعت اور حد درجہ تعظیم آپ کے نمایاں اوصاف ہیں۔ یہ جذبات آپ نے اپنے اہلِ خانہ کی طرف بھی منتقل کیے اور پوری اُمّت کو بھی عطا کیے۔

شہزادی کی تربیت: اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر سرورِ کونین ﷺ بے پناہ کرم نوازی فرماتے؛ اِسی لیے بعض اوقات آپ رضی اللہ عنہا بے تکلُّفی کے ساتھ / ناز بھرے انداز میں حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ بات کر لیتیں۔

ایک مرتبہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم ﷺ کے درِ دَولت پر حاضر ہوئے، آپ نے محسوس فرمایا کہ میری بیٹی کی آواز میرے معیارِ تعظیم کے مطابق نہیں ہے۔ اگرچہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ بہت اُونچا ہے، مگر دوسری طرف یہ پہلو بھی تھا کہ اولاد کو تعظیمِ رسولِ کریم ﷺ کی تربیت دینا والدین کے بنیادی فرائض میں سے ہے اور جنابِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس میں کوتاہی کا تصوُّر بھی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اجازت ملنے پر آپ گھر میں داخل ہوئے تو ڈرانے کے لیے ایسا انداز اختیار کیا جیسے اپنی صاحب زادی کو طمانچہ مارنے لگے ہیں اور فرمایا: أَلَا أَرَاكِ[1] تَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ۔ یعنی آئندہ مَیں تمھیں حضورِ اقدس ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہوئے نہ پاؤں!

رسول اللہ ﷺ اپنی شانِ کرم سے اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ناز برداری فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سختی کرنے سے روک دیا اور وہ واپس چلے گئے، مگر جاتے ہوئے اُن کے چہرے پر ناراضی کے آثار نمایاں تھے۔

(سننِ ابو داؤد، حدیث: 4999، مسند احمد، حدیث: 18421۔ قال الأرنؤوط: حدیث صحیح، وھذا إسناد حسن)

دراصل غیرتِ صدیقی کو یہ گوارا نہیں تھا کہ ابو بکر کی بیٹی ہو اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے آداب کا حق ادا نہ کر سکے۔ کاش! ہمیں خود بھی تعظیمِ رسول ﷺ کی سعادت نصیب ہو اور یہ جذبہ اپنی نسلوں کی طرف منتقل کرنے کی بھی توفیق ملے!

والد کی تربیت: مکہ مکرّمہ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيمًا کی فتح سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قُحافہ عثمان نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، فتحِ مکہ کے فوراً بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد کو ساتھ لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضورِ اقدس ﷺ نے اُنھیں دیکھا تو کرم نوازی کرتے ہوئے ایسا جملہ ارشاد فرمایا جس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دربارِ رسالت مآب ﷺ میں سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو کیسا قابلِ رشک رُتبہ نصیب تھا۔ جانِ کرم ﷺ نے فرمایا: هَلَّا تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا آتِيهِ فِيهِ۔ یعنی "آپ اپنے

---

[1] (أَلَا) بِالتَّخْفِيفِ لِلتَّوْبِيخِ وَالْإِنْكَارِ، وَهُوَ بِمَعْنَى النَّفْيِ، وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّ فِي بَعْضِ النُّسَخِ: لَا أَرَاكِ تَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ۔
(شرح سنن أبي داود لابن أرسلان، تحت الحدیث)

والدِ بُزرگوار کو اُن کے گھر پر ہی رہنے دیتے، مَیں خود اُن کے پاس وہاں آ جاتا!" اِس بندہ نوازی پر عشق وادب کے مُربّیِ اوّل سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حسین جملہ عرض کیا جو نہ صِرف والدِ گرامی کے لیے سبق آموز تھا، بلکہ قیامت تک پوری اُمت کو بارگاہِ اقدس کے آداب سکھاتا رہے گا۔ عرض کی: هُوَ أَحَقُّ أَنْ يَمْشِيَ إِلَيْكَ مِنْ أَنْ تَمْشِيَ أَنْتَ إِلَيْهِ۔ یعنی حضور! آپ کا ہمارے غریب خانے میں قدم رنجہ فرماہونا بہت بڑا اِعزاز تھا، مگر حق اُنھیں کا بنتا تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

ایک روایت کے مطابق رحمتِ مجسّم ﷺ نے جواباً فرمایا: إِنَّا لَنَحْفَظُهُ لِأَيَادِي ابْنِهِ عِنْدَنَا۔[1] یعنی "اِن کے بیٹے ابو بکر کے ہمارے اُوپر احسانات / خدمات ہیں، اُن کے پیشِ نظر ہم اِن کا لحاظ کرتے ہیں۔"

راوی کہتے ہیں: فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ صَدْرَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَسْلِمْ۔ نبیِ کریم ﷺ نے والدِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کو اپنے رُوبرو بٹھایا، مَحبّت وشفقت سے اُن کے سینے پر اپنا دستِ مبارک پھیرا، پھر فرمایا: "اسلام قبول کر لیجیے!" اِس بندہ نوازی سے اُن کا دل منوّر ہو گیا اور اُنھوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ (مسند احمد، حدیث:26956، فضائل الخلفاء لأبی نعیم، حدیث:67، إسنادہ حسن)

یہ خوب صورت واقعہ ہمارے لیے سبق ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیبِ لبیب ﷺ کی طرف سے کرم نوازی ہو تو بندے کو تکبُّر میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ عاجزی اور تعظیم کے جذبے میں مزید ترقّی ہونی چاہیے۔

ایمانی تقاضوں کو مقدّم رکھنے کی تربیت

غزوۂ بدر تک آپ کے بیٹے عبد الرحمٰن کو اسلام کا شرف نہیں ملا تھا، چنانچہ بدر میں وہ کفار کے ساتھ آیا تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد ایک روز سیدنا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے والدِ گرامی رضی اللہ عنہ سے کہا: يَا أَبَتِ! لَقَدْ أَهْدَفْتَ لِيْ يَوْمَ بَدْرٍ فَضَفَفْتُ عَنْكَ۔[2] ابا جی! قسم بخدا! بدر کے دن آپ میری تلوار کی زد میں آ گئے تھے، مگر میں نے باپ ہونے کا لحاظ کرتے ہوئے وار نہیں کیا اور اپنی تلوار کو روک لیا تھا۔

پیکرِ غیرت ووَفا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا: أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَهْدَفْتَ لِيْ مَا ضَفَفْتُ عَنْكَ! خبر دار! ربّ ذو الجلال کی قسم! اگر تم میرے سامنے آ جاتے تو مَیں ہرگز تمھیں نہ چھوڑتا۔

(نوادر الاصول فی أحادیث الرسول ﷺ، ج:2، ص:95، دار الجیل۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج:30، ص:128)

کتنی حسین تربیت ہے کہ مسلمان کی نظر میں بیٹے جیسا مضبوط رشتہ بعد میں ہوتا ہے اور دینی تقاضے اُس سے مقدّم ہوتے ہیں۔

---

[1] المستدرک علی الصحیحین، حدیث:5065

[2] وَقَوْلُهُ: "فَضَفَفْتُ عَنْكَ" أَيْ عَدَلْتُ عَنْكَ وَمِلْتُ۔ (غریب الحدیث لابن قتیبۃ، ج:1، ص:579، مطبعۃ العانی)

حرفِ آخر: تربیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اہم نکات

تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربّ العزّت کی بارگاہ میں دُعا کی، جسے پسند فرماتے ہوئے خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُہٗ نے قرآنِ حکیم میں ذکر فرمایا: رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ ”اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا فرما کہ مَیں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور مَیں وہ کام کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور میرے لیے میری اولاد میں بھی نیکی رکھ دے! بے شک میں نے تیری طرف رجوع کیا اور میں مسلمان ہوں۔“ [الاحقاف 15:46]

ربِّ کریم جَلَّ مَجْدُہٗ نے آپ کی اِن تمام نیک تمناؤں کو اعلیٰ درجے کی قبولیت سے نوازا۔ موضوع کی مناسبت سے فقط اولاد کے بارے میں دُعا کو لیجیے! یہ اِلتجا اِس شان سے قبول ہوئی کہ آپ کی خاطر مالکِ قدیر نے آپ کی اولاد کو شرفِ صحابیت بھی عطا کیا، مثالی تقوٰی وطہارت سے بھی نوازا اور خدمتِ دینِ متین سے وافر حصہ بھی عطا فرمایا۔

اِس دُعا میں ہمارے لیے سبق ہے کہ انسان کو اپنی اولاد کے حوالے سے فکر مند ہونا چاہیے۔ اپنی اولاد کے نیک / صالح / متّقی ہونے کی دُعائیں بھی کرے اور اُن کی دینی تربیت بھی کرے۔ اچھے معاشرے کے قیام کے لیے اہلِ خانہ کی تربیت بے حد ضروری ہے اور حدیثِ مبارک کے مطابق روزِ قیامت بندے سے اُس کے گھر والوں کے بارے میں بھی جواب طلبی ہو گی۔ (صحیح بخاری، حدیث: 2751)

اہلِ خانہ کی تربیت سے متعلق ہمارا رویہ قابلِ مذمّت ہے، بلکہ ہم اِس ذمّے داری کے حوالے سے مُجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ زیادہ تر حضرات خود ہی تربیت یافتہ نہیں ہوتے، پھر وہ اپنے گھر والوں کی کیا تربیت کریں گے!

تربیتِ اہلِ خانہ کا شعور بیدار کرنے کے لیے ماہِ صدیقِ اکبر کی مناسبت سے آج کے خطبۂ جمعہ میں ”صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی منزلت اور اہلِ خانہ کی تربیت“ کے عنوان پر کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

1. پیکرِ صدق و صفا سیدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ اسلام کی آمد سے پہلے اپنے دَور کے عصری علوم میں مہارت رکھتے تھے اور آپ نے وہ علوم اپنی صاحب زادیوں کو بھی سکھائے۔ حیاتِ صدیقی کا یہ پہلو بھی نہایت حسین ہے اور اِس حوالے سے ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ:
   - اسلام کے بنیادی عقائد (ضروریاتِ دین و ضروریاتِ اہلِ سنت) اور ارکانِ اسلام کے مسائل وغیرہ بنیادی دینی علوم سیکھنا فرضِ عین ہے؛ لہٰذا اِن کی تعلیم کا انتظام سب سے پہلے ہونا چاہیے۔
   - اِن کے بعد حسبِ ضرورت وہ عصری علوم سکھائے جا سکتے ہیں جو اسلامی نظریات کے خلاف نہ ہوں... تاہم بچیوں کی تعلیم میں خاص طور پر چند شرعی تقاضوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً:
     - بے پردگی یا غیر محرم کے ساتھ تنہائی نہ ہو۔

- پڑھانے والی خاتون یا مَرد بد کردار نہ ہوں۔
- خوشبو وغیرہ کے ذریعے دوسروں کو اپنی طرف مُتوجّہ نہ کرے۔
- کسی بھی طرح سے فتنے کا خدشہ اور دیگر شرعی خرابیاں نہ ہوں۔

2. تاج دارِ صداقت ووَفا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی عمر بھر سرکارِ دوعالَم ﷺ کے سچے خدمت گزار رہے اور یہ جذبہ آپ نے اپنی اولاد کے دلوں میں بھی کوٹ کوٹ کر بھرا۔ اِسی حسین تربیت کی برکت تھی کہ رحمتِ الٰہی سے آپ کا سارا گھرانہ ہی خدمتِ رسولِ کریم ﷺ میں پیش پیش رہا۔ ہمیں بھی یہ جذبہ اپنے اندر پروان چڑھانے کے ساتھ ساتھ اپنی نسل کی طرف منتقل کرنا چاہیے۔ ہمارے لیے خدمتِ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کی چند اہم صورتیں یہ ہیں:

- دینِ متین کی خدمت کریں... دین سیکھیں اور اُس پر عمل کریں۔ نیز اُس کی اشاعت کے لیے حسبِ توفیق مال پیش کریں، وقت دیں اور صلاحیتیں صَرف کریں۔
- سیدِ عالَم ﷺ کی اولادِ امجاد، یعنی ساداتِ کرام کی خدمت کریں۔
- اپنی بساط کے مطابق رسولِ کریم ﷺ کی دُکھیاری اُمّت کی خیر خواہی کریں۔

3. خلیفۂ اوّل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی صَبر واستقامت کا پہاڑ تھے اور آپ نے اپنے گھرانے کی بھی اِس حوالے سے خوب تربیت فرمائی تھی۔ صبر کی تین اہم صورتیں ہیں:

- مشکلات کے باوجود قرآن وسنت کے احکام پر ڈٹ کر عمل کرنا۔
- مفادات کی پرواہ کیے بغیر ہر قیمت پر نافرمانی سے بچنا۔
- مَصائب وآلام میں اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہنا۔

4. سیدِ عالَم ﷺ کی تعظیم وتکریم ایمان کی جان ہے اور اِس کے بغیر ایمان کی سلامتی بہت مشکل ہے۔ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ عشق وادب کے پہلے مُربّی ہیں۔ سرورِ عالَم ﷺ کے ساتھ سچا عشق، بے مثال اطاعت اور حد درجہ تعظیم آپ کے نمایاں اوصاف ہیں، یہی جذبات آپ نے اپنے اہلِ خانہ کی طرف بھی منتقل کیے اور پوری اُمّت کو بھی عطا کیے۔

شرعی مسئلہ: غیر مسلِم کو مغفرت اور سلامتی وغیرہ کی دُعا دینا جائز نہیں؛ کیونکہ وہ کفر چھوڑنے تک ربِّ ذوالجلال کا ناپسندیدہ بندہ ہے... جب کہ سلام اور جوابِ سلام بہترین دُعا ہیں؛ لہٰذا غیر مسلم کو سلام کہنا جائز نہیں اور اگر وہ سلام کہے تو اُس کا جواب بھی نہیں دے سکتے، البتہ کسی کافر کو سلام کے جواب میں فقط عَلَیْکُمْ کہہ سکتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج:3(الف)، ص:461، ملخصًا)

ممکن ہو تو جواب میں یہ کہہ دیا جائے: اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام) یا کہا جائے: هَدَاكَ الله! (اللہ تجھے ہدایت عطا فرمائے!)

اللہ تعالیٰ یارِ غار و مزار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل ہماری مغفرت فرمائے! اور آپ کی عطا کردہ مثالی تربیت کے صدقے میں ہمیں بھی اپنے اہلِ خانہ کی دینی تربیت کرنے کا جذبہ عطا فرمائے!

قادرِ مطلق اہلِ غـــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!

اہم نوٹ

رافضیّت و خارجیّت کے سدِّباب کے لیے مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان نے مستند، جامع اور خوب صورت فلیکس شائع کیا ہے۔ اِسے مساجد اور عوامی مقامات پر آویزاں کیجیے!

👈 ملاحظہ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1P5ln0lQM_S-n4UQwZg6QnzWwzxxTJQA6/view

https://drive.google.com/file/d/1gwr6hbKzcm3vxRJORkbTniO4lfYV5l3h/view

👈 یہ فلیکس اپنے یا اپنے ادارے کے نام سے شائع کرنا چاہیں تو درج ذیل لنک سے فائل ڈاؤن لوڈ کر کے اپنا نام لکھوا کر شائع کرا سکتے ہیں:

https://drive.google.com/file/d/17ijpaGG1ZO1kLhGe_57JQheDUk8UEksY/view

👈 حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں: 03157374429